تکلیف وطاقت کا بیان

علامہ ابوشکور محمد بن عبدالسعید سالمی کشیؒ

تقدیر یا قضا کی اقسام

بعض فقہاء نے فرمایا کہ قضاء کی دو قسمیں ہیں۔

قضاء معلق اور قضاء مبرم۔

قضاء مبرم میں تغیر وتبدل جائز نہیں، جیسے وحی نبوت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سعادت ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:''لاتبدیل لکلمات الله،،(یونس:۶۴)اللہ تعالی کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔

اور قضاء معلق میں تغیر وتبدل جائز ہے، جیسے مرض وشفاء نیند، گفتگو اور تمام افعال واحوال عبادت کہ اس میں تغیر وتبدل جائز ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:''یمحو الله مایشآء ویثبت،،(الرعد:۳۹)اللہ تعالی جو چاہتا مٹاتا اور جو چاہتا باقی رکھتا ہے۔یہ چاروں مسائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک قضاء معلق سے تعلق رکھتے ہیں اور عبداللہ بن عباس اور مجاہد رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک قضاء مبرم میں داخل ہیں۔

خلیفہ دوم حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی دعا میں کہا: الہی اگر تو نے ام الکتاب میں مجھ کو شقی لکھا ہے تو اسم شقاوت مجھ سے مٹادے اور مجھ کو سعید (نیک بخت) لکھ دے، اس لیے کہ تو نے فرمایا کہ جس کو چاہے، مٹائے اور جس کو چاہے ثابت رکھے۔

والدین سے نیکی کرنے اور تبلیغ دین کرنے سے تقدیر بدل جاتی ہے۔

فرمانِ رسول : حضرت شیر خدا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور پرنور ﷺ سے دریافت کیا:''یمحو الله مایشآء،، سے کیا مراد ہے، اور''یثبت،، سے کیا مراد

☆الزم الموھبة التي اعطیتھا والعلم الذي ترتاح له، والرزق الذي فتح لك، والعمل الذي یناسبك.☆

ہے؟حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی شقاوت وبدبختی کو مٹادیتا ہے، مثلا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے، صدقہ دینے سے اور بھلائی کا حکم کرنے سے اللہ تعالی شقاوت کو مٹادیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ومجاہد رضی اللہ تعالی عنہم کے دلائل

حضرت ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ تعالی عنہم کی دلیل یہ حدیث ہے، عبداللہ بن مسعود نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں ،فرمایا: سعید (نیک بخت) وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں سعید (نیک بخت) ہوااور شقی (بد بخت) وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں شقی ہوا۔ نیز حضور سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالی نے حضرت یحیی علیہ السلام کوان کی ماں کے پیٹ میں مؤمن سعید نبی پیدا کیااور فرعون کواس کی ماں کے پیٹ میں شقی کافر پیدا کیااور نیز حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا: اللہ تعالی نے جنت کو پیدا کیا اوراس کے لیے جنتی پیدا کیے اور دوزخ کو پیدا کیااوراس کے لیے دوزخی پیدا کیے۔

ایک اجمال کا بیان

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ زیادت ونقصان اور تغیر وتبدل بندوں کے نزدیک اور بندوں کے علم میں ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالی کے نزدیک اوراس کے علم میں زیادت ونقصان اور تغیر وتبدل نہیں ہوتا تو اس اجمال کا بیان یہ ہے کہ ایک شخص دیوار کے نیچے بیٹھایا مکان میں بیٹھا تھا اور دیوار یا مکان گرااور یہ شخص دب کر مرگیا تو بندوں کے نزدیک اور بندوں کے علم میں تو یہ ہے کہ اگر یہ شخص دیوار یا مکان کے نیچے نہ بیٹھتا تو امید تھی کہ دیر تک زندہ رہتا یا کسی نے قصداً کسی انسان کو قتل کردیا اور وہ قصاص میں قتل کیا گیا تو اگر وہ قتل نہ کرتا تو وہ قتل نہ کیا جاتا اور بظاہر وہ عرصہ دراز تک زندہ رہتا اور اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''ولکم فی القصاص حیاۃ یاولی الالباب ،،(البقرہ:۱۷۹) اے عقل مندو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے، تو یہ قضاء معلق کی صفت ہے، لیکن اللہ تعالی کے علم میں زیادت ونقصان (زیادتی وکمی) تغیر وتبدل (تبدیلی) ممکن نہیں کیونکہ وہاں سہو ونسیان اور غلطی کا امکان ہی نہیں ہے اوراس لیے کہ اللہ تعالی تمام اشیاء کو جانتا ہے، جیسی وہ ہیں تو وہ جانتا ہے اس کی موت کا وقت اوراس کی کیفیت تو اپنے علم کے مطابق کرتا ہے۔

☆ ایاک وتجریح الاشخاص والھیئات، وکن سلیم اللسان، طیب الکلام، عذب الالفاظ، مامون الجانب.☆

اور ایسی ہی رزق، سعادت وشقاوت اس لیے کہ ارادہ وقضاء علم کے مقتضیات میں سے ہیں تو جب اس کے علم میں ہے کہ فلاں شئی نے ہونا ہے، فلاں وقت میں، فلاں دن میں فلاں کیفیت کے ساتھ اور اس کی مقدار یہ ہوگی تو وہ اپنے علم کے مطابق ارادہ کرتا ہے اور فیصلہ فرماتا ہے، اس لیے کہ اس کا ارادہ اور قضاء (فیصلہ) اس کے علم کے خلاف نہیں ہو سکتے۔

اور جس نے یہ کہا کہ سعید شقی اور شقی سعید ہوسکتا ہے تو وہ بندوں کے نزدیک اور ان کے علم میں اس لیے کہ کافر لامحالہ شقی ہے مگر جب وہ مسلمان ہوگیا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ لامحالہ مسلمان وسعید ہے مگر یہ کہ اللہ تعالی کے ارادہ پر موقوف ہے کہ انجام کیا ہوگا؟

اس لیے کہ ہم کسی مسلمان کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ قطعی جنتی ہے اور کافر کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ قطعی جہنمی ہے، اس لیے کہ ہمیں خاتمہ اور انجام کی خبر نہیں، مگر یہ کہیں گے: جو مسلمان مراوہ جنت میں ہوگا اور جو کافر مراوہ جہنم میں ہوگا۔

جبریہ کا مسلک

جبریوں نے کہا کہ مؤمن ایمان پر مجبور ہے اور کافر کفر پر مجبور ہے اور ابلیس جس وقت اسلام لایا اور خدا کی عبادت کی تو اس وقت بھی وہ کافر تھا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما جس وقت اسلام نہیں لائے تھے تب بھی وہ مسلمان تھے۔

دلیل یہ ہے: ''ھو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مؤمن،، (التغابن: ۲)

وہی ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا تو تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مسلمان اور فرمایا: ''ولا یلدوا الافاجرا کفارا،، (نوح: ۲۷) اور وہ بدکار اور بڑی ناشکری اولاد جنیں گے۔

جبریہ کے ان آیات محولہ بالا سے استدلال کا جواب دیتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا، جب بھی کیا، اشخاص واعیان کی صورت میں، ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ مؤمن تھے یا کافر تھے، مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں یہ کہیں گے کہ وہ مؤمن ہی پیدا ہوئے، پھر جو مخلوق میں سے ایمان لایا تو ان کے اعتقاد واقرار کے ساتھ ایمان بھی پیدا کیا گیا اور ان میں سے جو کافر ہوا تو ان کے اعتقاد وعمل وقول کے ساتھ کفر بھی پیدا کیا گیا اور اگر ایک بھی کفر نہ کرتا تو اللہ تعالی کفر کو پیدا نہ فرماتا۔

☆ اعلم ان الاحتمال دفن للمعائب، والحلم ستر للخطایا، والجود ثوب واسع یعطی النقائض والشالب. ☆

لیکن اللہ تعالی کا فرمان''فمنکم کافر ومنکم مؤمن،،تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے لیے حجت ہے،اس لیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا:''ھو الذی خلقکم ،،پھر فرمایا:''فمنکم کافر ومنکم مؤمن یعنی منکم من یصیر کافرا ومنکم من یصیر مؤمنا ،،یہ کہ اللہ نے فرمایا: وہ ذات مقدس ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور پھر تم میں سے کچھ کافر ہو گئے اور تم میں سے کچھ مؤمن ہو گئے۔

اور''ولا یلدوا الا فاجرا کفارا،،کے معنی بھی یہ ہیں کہ عنقریب فاجر وکفار ہو جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کافر ہی پیدا ہوں،اپنے ماں باپ کے تابع قرار دے کر حکماً انہیں کافر فرمایا۔

موت ایک ہے یا زیادہ؟

بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ اجل ہے کیونکہ انسان قتل کیا جائے یا بغیر معالجہ کے مرجائے تو وہ بغیر اجل (موت) کے مرتا ہے۔

اہل سنت وجماعت فرماتے ہیں کہ جو شخص بغیر معالجہ کے مرتا ہے یا قتل ہو جاتا ہے،خواہ کسی بھی وجہ سے قتل کیا جائے یہی اس کی اجل (موت) ہے۔

دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:''اذا جآء اجلھم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ،،(الاعراف:۳۴) یعنی جب ان کی اجل (موت) آتی ہے تو نہ ایک ساعت آگے ہو نہ پیچھے ہو۔ نیز اللہ جل مجدہ فرماتا ہے:''توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون ،،(الانعام:۶۱) ہمارے فرشتوں نے اس کو وفات دی اور روح قبض کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے،اور فرمایا: اور اس لیے کہ اللہ تعالی حقیقتاً جانتا ہے ،اس کی اجل (موت) کو تو یہ محال ہے کہ اس کے خلاف ہو،پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ اللہ تعالی کی قضاء اس کے علم کے خلاف ہو جیسا کہ ہم کہہ آئے ہیں اور معتزلہ کہتے ہیں کہ بقضاء اللہ نہیں اور یہ کفر ہے۔

معتزلہ کی طرف سے اعتراضات اور ان کے جوابات

اگر کہا جائے کہ اللہ تعالی نے فرمایا:''ثم قضی اجلاً واجلٌ مسمیً عندہ ،،(الانعام:۲) پھر ایک مدت کا فیصلہ فرمایا اور ایک مقررہ مدت اس کے ہاں ہے،اور اس لیے کہ اگر مقتول قتل نہ ہوتا تو آیا زندہ رہتا یا اسی وقت اچانک (طبعی موت) مرجاتا؟

ہم نے کہا کہ اللہ تعالی کا فرمان''ثم قضی اجلاً ''یعنی پیدا کیا جائے گا یہاں تک کہ مرے اور''اجل

مسمی عندہ ،، کے معنی ہیں: جب بھی مرے یہاں تک کہ اٹھایا جائے اوران کا یہ کہنا کہ مقتول اگر قتل نہیں کیا جاتا تو کیا وہ زندہ رہتا یا مر جاتا؟

ہم کہتے ہیں کہ اگر اللہ کے علم میں یہ ہے کہ اس کی اجل (موت) قتل سے ہے تو اس کے خلاف نہیں ہوسکتا اوراگر اللہ جانتا تھا کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا تو ایسا ہی ہوگا اور خلاف اس مسئلہ موت میں اور مسئلہ رزق میں برابر ہے۔

حرام کو رزق کہا جائے گا یا نہیں؟

معتزلہ کے نزدیک حرام رزق نہیں ہے اورحرام کا کھانا اللہ تعالی کا رزق کھانا نہیں، اس لیے کہ حرام اللہ تعالی کی قضاء سے نہیں۔اللہ تعالی کی طرف اوراس کی قضاء سے ہوتا تو ملک حلال ہونا چاہیے تھے اورحرام ملک نہیں تو رزق بھی نہ ہوا۔

اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں: رزق تو غذا ہے اورغذا حلال ہو یا حرام دونوں برابر ہیں، غذا ہونے میں دونوں کا ایک حکم ہے۔

دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:''نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃالدنیا،، (الزخرف :۳۲) ہم ان کی معیشت کوان کی جیتی دنیا میں ان کے درمیان بانٹ دیتے ہیں، اورفرمایا:''فورب السمآء والارض انه لحق مثل ماانکم تنطقون ،، (الذاریات:۲۳) پس قسم ہے آسمان وزمین کے رب کی! بے شک وہ حق ہے جیسے تم بولتے ہو، اوراگر رزق کے لیے ملک ہونا ضروری ہوتا تو حیوانات (جاندار)، بہائم (چارپائے) طیور (پرندے) اللہ تعالی کا رزق کھاتے ہیں حالانکہ وہ مالک نہیں ہیں نہ وہ ملکیت کے اہل ہی ہیں۔

اورجس نے کہا کہ حرام قضاء الہی سے نہیں ہے تو (اس شخص کے مذہب پر) پھر دوسرے قاضی کی حاجت ہوگی اور یہ (اللہ کے سوا کسی دوسرے کو تقدیر کا مالک ماننا) کفر ہے۔

مفروغیہ کا مذہب

اوربعض کہتے ہیں اوروہ مفروغیہ فرقہ ہے کہ سب کچھ اللہ تعالی کی قضاء سے ہے، طرفۃ العین کے برابر نہ

زائد ہونہ کم (یعنی اس میں ذرہ برابر کمی وبیشی ممکن نہیں) مگر اللہ تعالی نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اوران کے ظاہر وباطن سب چیزوں کا اندازہ کردیا، یہاں تک کہ درختوں کے پھل پھول، قیامت تک جو ہونا تھا، وہ سب پیدا کر کے فارغ ہوگیا اوراب کچھ باقی نہیں ہے کہ پیدا کرے، اب وہ پیدا کرنے سے فارغ ہے اور قضاء وقدر سے بھی فارغ۔ دلیل یہ ہے کہ ’’ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا ،، (البقرہ:۲۹) یعنی وہ، وہ ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا جو آسمان وزمین میں ہے اکٹھا (یعنی سب کچھ ایک دم پیدا کر دیا)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اشیاء کو ظہور سے قبل پیدا نہیں کیا، ہاں! جانتا اورارادہ فرماتا ہے اور ہر چیز کی قضاء وقدر یعنی ان کا اندازہ اور فیصلہ فرماتا ہے اور ہر چیز کے لیے اس کی خوراک وروزی مقدر فرمادی اور پیدا کیا جب بھی پیدا کیا۔

دلیل یہ ہے کہ ’’کل یوم ھو فی شان ،، (الرحمٰن:۲۹) ہر دن وہ کام میں ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے دریافت کیا کہ ’’کل یوم ھو فی شان ،، کے کیا معنی ہے؟ اور حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ’’ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ،،۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اس کی شان یہ ہے کہ مقادیر کو مواقیت پر چلاتا ہے (یعنی جو کچھ جس وقت میں ہونا مقدر ہو چکا ہے، اس وقت میں اس کو پیدا فرماتا ہے)۔

’’کل یوم ھو فی شان ،، کی دوسری تفسیر

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا: ’’کل یوم ھو فی شان ،، کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کی شان یہ ہے کہ نطفہ کو باپوں کی پشت سے ماؤں کے رحم میں پہنچاتا ہے، پھر اس کی صورت بناتا ہے، پھر ماں کے پیٹ سے نکالتا ہے، پھر اس کو دنیا سے نکال کر قیامت کے دن اٹھائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ’’کل یوم ھو فی شان ،، یعنی یمضیہ لافی شان یقضیہ تو ثابت ہوا کہ اللہ کی قضا اوراس کا حکم اوراس کی تقدیر اوراس کا شقاوت وسعادت کے بارے میں علم اوراسی طرح رزق، موت تمام اشیاء کا علم نہ متغیر ہو نہ کم وبیش ہو، یہ سب کچھ ہمارے ہاں ثابت ہے اور ہمارے علم میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ’’المقدور کائن. والھم

☆ البس وسطا، لالباس المترفین، ولالباس البائسین، ولاتشھر نفسک بلباس، وکن کعامۃ الناس. ☆

فضل ،،اور کہا گیا ہے:''ان الھم من المقدور ایضا ،،یعنی جو مقدور ہے وہ ہونے والا ہے اور قصد زائد ہے (اور کہا گیا ہے کہ قصد وتلاش معاش یہ بھی مقدور ہے)۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالی تمام اشیاء کو جانتا ہے ان کے اوقات میں اور اللہ تعالی کافروں کو جانتا ہے ان کے کفر کے وقت کہ یہ کافر ہیں اور مؤمنوں کو جانتا ہے ان کے ایمان کے وقت مؤمن اور جانتا ہے اس سے قبل کہ مستقبل میں ایسا ہوگا، کافر کے کفر کو پہلے جانتا ہے کہ یہ فلاں وقت کفر کرے گا اور کافر کو کفر سے پہلے جانتا ہے کہ فلاں وقت ایمان لائے گا بلکہ ازل میں سب کو جانتا ہے کہ فلاں کافر اسلام لائے گا اور فلاں مسلمان کفر کرے گا لیکن اللہ تعالی جانتا ہے اس کے مسلمان ہونے کو، دوسرے حال میں اس کے اسلام کے وجود سے پہلے تو یہ اس کے کفر کو واجب نہیں کرتا اور اللہ تعالی کا جاننا کہ یہ کافر ہوگا دوسرے وقت میں واجب نہیں کرتا، اس کے ایمان کے سلب کو فی الحال تو کافر کافر ہوگا، وقت کفر حقیقتا اللہ کے نزدیک، فرشتوں کے نزدیک، انسانوں کے نزدیک یعنی سب کے نزدیک اور کافر جب اسلام لایا تو وہ سعید ہے انسانوں کے نزدیک اور مسلمان وقتِ اسلام مسلمان ہوگا حقیقتاً اللہ کے نزدیک فرشتوں کے نزیک، انسانوں کے نزدیک، تمام مخلوق کے نزدیک اور مسلمان جب کفر کرے گا شقی ہوجائے گا، یہ عندالناس حکم ہے مگر یہ امر خاتمہ پر موقوف ہے اور جو ہم نے ذکر کیا سعادت وشقاوت اس کی موقتہ ہے، مگر ہر شخص کا خاتمہ اور اس کا انجام علم الٰہی میں ہے جیسا کہ وہ جانتا ہے وہی ہوگا، اس کے خلاف ناممکن ہے اور حکم سعادت وشقاوت ہمارے نزدیک ثابت ہوں گے، بسبب الظاہر اور وہ اسلام وکفر ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک شقاوت وسعادت اس کے ارادہ اور علم سے ثابت ہوگی، تو ہم نے کہا کہ سعید شقی ہوسکتا ہے اور شقی سعید ہوسکتا ہے، بسبب ظاہر ہمارے نزدیک اور اللہ کے نزدیک عندالخاتمہ جیسا وہ جانتا ہے۔

قضاء اور ادا کا بیان

اہل سنت وجماعت فرماتے ہیں کہ فرائض یعنی نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ جب اپنے وقت سے فوت ہوجائیں تو ان کی قضاء واجب ہے اور قضاء اسی فرض کی ہوگی جو فوت ہوگیا ہے اور فریضہ اس سے ساقط ہوجائے گا اور جس وقت اس کی قضاء کرے گا اور قضا سے بعینہ وہی حاصل ہوگا جو ادا سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''من نام علی صلوۃ او نسیھا فلیصلیھا اذا ذکر

☆ لاتغضب، فان الغضب یفسد المزاج، ویغیر الخلق، ویسیء العشرۃ، ویفسد المودۃ، ویقطع الصلۃ. ☆

ھــا ،، جو نماز کے وقت سو گیا یا ادا کرنا بھول گیا تو جب اس کو یاد آئے فوراً پڑھ لے۔ یہی اس کا وقت ہے اس کے غیر کا نہیں ہے اور ''فلیصلھا ،، میں اس طرف اشارہ ہے کہ قضا بعینہا وہی عبادت ہے۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ قضاء علیحدہ عبادت ہے اور حکمی طور پر اس کو اصل قرار دیا جاتا ہے، اس لیے کہ جو فرائض فوت ہو گئے ہیں وہ ساقط نہیں ہوئے اور اللہ تعالی قضاء کے ساتھ ثواب عطا فرما دیتا ہے اور فرض فوت ہو گیا، اس کا عقاب دیا جائے گا۔

معتزلہ کی ایک بات کی تردید

اور معتزلہ کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ قضاء اصل (ادا) کا بدل نہیں، اس لیے کہ قضاء اصل کا بدل ہے۔ دلیل یہ ہے کہ فریضہ اپنے وقت میں ادا کر لیتا قضاء اس پر واجب اور اگر یہ (قضاء) علیحدہ حکم ہوتا تو دونوں حالتوں میں واجب ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ قضاء اسی ہیئت اور صفت پر ہوتی ہے، جس ہیئت اور صفت پر فوت ہوئی اور اس پر واجب ہے کہ نیت کرے بعینہ فوت شدہ فریضہ کی، تو ثابت ہوا کہ قضاء فوت شدہ کا بدل ہے، نہ اس میں کمی ہوگی نہ زیادتی اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی فجر کی نماز فوت ہوگئی تھی تو اسی صفت وہیئت پر حضور ﷺ نے اس کی قضاء کی۔ ثابت ہوا کہ قضاء ادا سے بدل ہے۔

جان بوجھ کر فرائض کو ترک کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

حروریہ یعنی خارجیوں کا عقیدہ ہے کہ جس نے قصداً نماز کو ترک کیا یا کسی محظور وممنوع کا ارتکاب کیا، خواہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ وہ کافر ہو جائے گا۔

معتزلہ کیا کہتے ہیں؟

معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ مرتکب کبیرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کیا فرماتے ہیں؟

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس کی تکفیر تو نہیں کی جائے گی لیکن ایمان اس کا ناقص ہو گیا اور مباح الدم ہو گیا۔

احناف کا مؤقف

اہل سنت وجماعت اصحاب ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ نہ وہ مباح الدم ہے اور نہ ایمان سے خارج ہوا اور نہ وہ کافر ہوا، مگر وہ مؤمن فاسق ہے۔

خوارج کی دلیل

خارجیوں نے یہ دلیل دی کہ

من یقتل مؤمناً متعمداً فجزآء ہ جھنم خالداً فیھا.(النساء:۹۳)

کہ جس نے مؤمن کو قصداً قتل کیا تو اس کی جزاء جہنم ہے، ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اس آیت میں خبر دی کہ وہ ''مخلد فی النار''، یعنی ہمیشہ آگ میں جلتا رہے گا اور کافر نہ ہوتا تو ہمیشہ دوزخ کی آگ میں نہ رہتا۔

جواب یہ ہے کہ یہ آیت اس شخص کے متعلق نازل ہوئی جو مؤمن تھا اور اس نے دوسرے مؤمن کو قصداً قتل کیا، پھر اسلام سے مرتد ہو گیا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ خلود (ہمیشہ رہنے) سے مراد تابید (ابدی طور پر رہنا) نہیں ہے، بلکہ مکث طویل مراد ہے (یعنی طویل مدت تک)۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے: ''افان مت فھم الخالدون''، (الانبیاء:۳۴) یعنی ''فھم لباقون بقاء الدنیا''، یعنی اگر آپ انتقال فرمائیں تو کیا یہ کفار ہمیشہ دنیا میں باقی رہیں گے؟ تو ثابت ہوا کہ خلود سے مراد مکث طویل (یعنی عرصہ دراز تک رہنا) ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو مؤمن کے قتل کو حلال جانے وہ کافر ہے، ہمیشہ جہنم میں رہے گا، ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ آیت سے مراد یہی ہے اور اس کی دلیل کہ قاتل جب تک مؤمن کے قتل کو حلال نہ جانے کافر نہیں۔ یہ آیت ہے: ''یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص''، (البقرہ:۱۷۸) اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے، اس آیت میں قاتل کو ''مؤمن''، فرمایا، اگر مؤمن نہ ہوتا تو اس پر قصاص فرض نہ ہوتا۔

☆ احتفظ بمذکرۃ فی جیبک ترتب لک اعمالک، وتنظم اوقاتک، وتذکرک بمواعیدک، وتکتب بھا ملاحظاتک. ☆

معتزلہ کا استدلال

معتزلہ اس آیت سے حجت قائم کرتے ہیں کہ ''افمن کان مؤمناً کمن کان فاسقاً لایستوون ،، (السجدہ :۱۸) کیا جو مؤمن ہو فاسق کی طرح ہوسکتا ہے، وہ برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ جل مجدہ، نے فاسق ومؤمن میں فصل (فرق) کردیا کہ فاسق اور مؤمن دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ اس پر ہم سب کا اجماع ہے کہ وہ فاسق ہے، ہم نے یہ جانا کہ نہ وہ مؤمن ہے اور نہ وہ کافر۔ جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ شخص بڑا بولنے والا، حسین وخوبصورت اور قوی ہیکل تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہنے لگا کہ اگر آپ حسین وجمیل ہیں تو میں بھی صاحب حسن وجمال ہوں، اگر آپ کے پاس قوت ہے تو میرے پاس بھی قوت ہے، اگر آپ لسان یعنی زورخطابت اور فصاحت وبلاغت کے مالک ہیں تو میں بھی کچھ کم نہیں، منہ میں زبان رکھتا ہوں۔

حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالی نے فرمایا: خاموش! تو کافر ہے تو یہ آیت کریمہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کی موافقت میں نازل ہوئی اور اس کا یہ کہنا کہ یہ شخص فاسق تھا، ہم کہتے ہیں کہ ہر کافر فاسق ہے اور ہر فاسق کافر نہیں۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایمان سے خارج نہیں ہوا، اس لیے معتزلہ کے نزدیک بھی کافر نہیں۔ پھر خروج من الایمان موجب کفر ہے کیونکہ جس نے ایمان کو ترک کیا یا ایمان کا انکار کیا یا اسلام سے نکل کر مرتد ہوگیا تو وہ لامحالہ کافر ہوگیا اور ہمارا اجماع ہے کہ کافر نہیں ہوگا تو ہم نے جان لیا کہ ایمان سے نہیں نکلا۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا ہے کہ وہ مباح الدم ہے تو ہم کہتے ہیں: ایسی کوئی بات ثابت نہیں، اس بلادلیل دعوی کی کچھ حیثیت نہیں ہے، اس لیے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لایباح دم واحد من اھل القبلة الالمعان ثلث الزنا بعد الاحصان والکفر بعدالایمان وقتل النفس بغیر حق ،، اہل قبلہ میں سے کسی کا خون مباح نہیں مگر تین وجہ سے (۱) زنا بعد الاحصان (شادی شدہ زانی کا) (۲) کفر بعد الایمان (مرتد) (۳) اور ناحق قتل کرنے والے کا خون بہانا شرعا مباح ہے۔

☆ ابدا الناس بالسلام، وحیھم بالبسمة، واعرھم الاھتمام، لتکون حبیبا الی قلوبھم قریبا منھم. ☆